مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوت کراچی

ضائع ہے وہ اچھی رائے جس کو قبول نہ کیا جائے، وہ نماز جو مسجد میں نہ پڑھی جائے اور وہ زاہد جو دنیا کی خواہش دل میں رکھے، وہ ہتھیار جس کو استعمال نہ کیا جائے

جلد ۳

۲۷ صفر تا ۳ ربیع الاول سنہ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ نومبر سنہ ۱۹۸۴ء

شمارہ ۲۳

خصائل نبویؐ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب سہارنپوری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

۵۔ حدثنا قتیبۃ بن سعید عن مالک بن انس ح وحدثنا اسحٰق بن موسٰی الانصاری حدثنا معن عن مالک عن مخرمۃ بن سلیمان عن کریب عن ابن عباس انہٗ اخبرہٗ انہٗ بات عند میمونۃ وھی خالتہٗ قال فاضطجعت فی عرض الوسادۃ واضطجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی طولھا فنام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتّٰی اذا انتصف اللیل الخ

۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات (لڑکپن میں) اپنی خالہ حضرت میمونہ (ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے یہاں سویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کی اہل تکیہ کے طولانی حصہ پر سر رکھے ہوئے تھے۔ اور میں تکیہ کے چوڑان پر سر رکھے ہوئے تھا (قاضی عیاض وغیرہ حضرات نے بجائے تکیہ کے بستر کا ترجمہ فرمایا ہے۔ لیکن جب کہ لفظ کا اصل ترجمہ تکیہ ہی کا ہے اور تکیہ مراد لینے میں کوئی بُعد بھی نہیں تو پھر بستر مراد لینے کی ضرورت ہے کہ غالباً تکیہ کی لمبائی پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سر مبارک رکھ کر قبلہ کی طرف منہ کرکے لیٹ گئے اور ابن عباس رضؓ تکیہ کے چوڑان پر سر رکھ کرکے لیٹ گئے ہوں) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (اپنی اہل سے تھوڑی باتیں فرمانے کے بعد) سو گئے۔ اور تقریباً نصف رات ہونے پر اپنے چہرۂ مبارک

پر ہاتھ پھیر کر نیند کے آثار کو دور فرمانے لگے۔ پھر سورۃ آل عمران کے اخیر رکوع ان فی خلق السمٰوٰت والارض کو تلاوت فرمایا (علماء کہتے ہیں کہ جاگنے کے بعد تھوڑا سا قرآن شریف پڑھ لینا چاہیے کہ اس سے نشاط پیدا ہوتا ہے۔ اور ان آیات کا پڑھنا مستحب ہے) اس کے بعد مشکیزہ کی طرف جو پانی سے بھرا ہوا لٹک رہا تھا تشریف لے گئے اور اس سے (برتن میں پانی لیکر) وضو کیا اور نماز کی نیت باندھلی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں وضو کرکے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی (بائیں جانب) برابر کھڑا ہو گیا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس لیے کہ مقتدی کو دائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے) میرے سر پر ہاتھ مبارک رکھ کر میرا کان مروڑا (تنبیہ کے لیے ایسا کیا ہو اور ایک روایت میں ہے کہ میں اونگھنے لگا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کان پکڑا، ایک روایت میں ہے کہ کان پکڑ کر دائیں جانب کو کھینچا تاکہ سنت کے موافق امام کے دائیں جانب کھڑے ہو جائیں) پھر حضور اقدس صلی علیہ وسلم دوٗ دوٗ رکعت پڑھتے رہے معن جو روایت کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ چھ مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دوٗ دوٗ رکعت پڑھی گویا بارہ ۱۲ رکعت ہو گئی۔ (ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک تہجد کی بارہ ۱۲ رکعتیں ہیں) پھر وتر پڑھ کر لیٹ گئے۔ صبح نماز کے لیے جب بلال رضؓ بلانے آئے تو دوٗ رکعت سنت مختصر قرأت

باقی ص۲۳ پر

مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

جلد نمبر ۳

ختم نبوت

شمارہ نمبر ۲۳

فہرست

۱	خصائل نبوی ﷺ — حضرت شیخ الحدیث رح	۲
۲	زبانی حمایت تحریک ختم نبوت کو کوئی عملی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ مولانا زاہد الراشدی۔	۴
۳	ابتدائیہ — سعید احمد جلالپوری	۵
۴	عالم اسلام اور قادیانیت — مولانا محمد یوسف لدھیانوی	۷
۵	قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب — مولانا تاج محمد صاحب	۱۲
۶	تعلیمی اداروں کا نصاب — محمد سمیع اللہ صاحب	۱۵
۷	دورہ افریقہ — منظور احمد الحسینی	۱۷
۸	معیار حق۔ — بنت محمد حیات	۱۸
۹	تاریخی مباہلہ — سید منظور احمد شاہ آسی	۲۰

زیر سرپرستی

حضرت مولانا خان محمد صاحب
دامت برکاتہم سجادہ نشین
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف

فی پرچہ

دو روپیہ

فون نمبر

۷۱۱۶۷۱

بدل اشتراک

سالانہ — ۷۰ روپے
ششماہی — ۴۰ روپے
سہ ماہی — ۲۰ روپے

مدیر مسئول

عبدالرحمٰن یعقوب باوا

مجلس ادارت

مفتی احمد الرحمٰن
مولانا محمد یوسف لدھیانوی
ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر
مولانا بدیع الزمان
مولانا منظور احمد الحسینی

شعبہ کتابت

محمد عبدالستار واحدی

رابطہ دفتر

مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۳

بدل اشتراک

برائے غیر ممالک بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک

سعودی عرب	۲۱۰ روپے
کویت، اومان، شارجہ دوبئی اردن اور شام	۲۲۵ روپے
یورپ	۲۹۵ روپے
آسٹریلیا، امریکہ، کنیڈا	۲۷۰ روپے
افریقہ	۳۱۰ روپے
افغانستان، ہندوستان	۱۶۵ روپے

ناشر

عبدالرحمٰن یعقوب باوا
طابع: کلیم الحسن نقوی انجمن پریس کراچی
مقام اشاعت: A/۲۰ سائرہ مینشن
ایم۔ اے جناح روڈ۔ کراچی۔

محض زبانی حمایت تحریک ختم نبوت کو کوئی عملی فائدہ نہیں دے سکتی ۔ جناب مولانا زاہد الراشدی

لاہور سے مولانا عبدالحق عابد جھنگوی صاحب لکھتے ہیں ـــــ مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری مولانا زاہد الراشدی نے تحریک ختم نبوت کے مطالبات کے لئے نوابزادہ نصراللہ خان کی طرف سے حمایت کی یقین دہانی کا خیر مقدم کیا ہے ۔ اور ایک بیان میں کہا ہے کہ تحریک ختم نبوت کے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کے ادوار میں اس مقدس مشن کے ساتھ موصوف کی پرجوش وابستگی اور خدمات کے باعث تحریک ختم نبوت کے راہنما اور کارکن ان کا بے حد احترام کرتے ہیں ۔ لیکن اس ضمن میں ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ تحریک ختم نبوت کے ساتھ نوابزادہ نصراللہ خان کی ذاتی وابستگی اور شخصی خدمات کے سہارے ایم آر ڈی کو مرکزی مجلس عمل کا پلیٹ فارم اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی ۔

انہوں نے کہا کہ میں تحریک ختم نبوت میں ہم خیال سیاسی عناصر کی شمولیت کا پرجوش حامی ہوں ۔ لیکن اس شمولیت کا مقصد تحریک ختم نبوت کے لئے سیاسی قوتوں کی حمایت حاصل کرنا ہے ۔ تحریک ختم نبوت کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنا نہیں ۔ بالخصوص ایسے سیاسی عناصر کو مرکزی مجلس عمل کے پلیٹ فارم پر جگہ دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو خود کھلے بندوں قادیانیت نوازی کا اظہار کر چکے ہیں مولانا نے مزید کہا کہ ایم آر ڈی ، میں شامل چار جماعتوں کے ذمہ دار راہنما ملت اسلامیہ کے مجموعی موقف کے خلاف قادیانیوں کی حمایت کر چکے ہیں ۔ اور ایک جماعت نے تو اپنی مرکزی کمیٹی کی قرارداد کی صورت میں قادیانیوں کی حمایت میں اپنی پارٹی پالیسی کا واضح اعلان کر دیا ہے ۔ اس لئے تحریک ختم نبوت کے لئے ایم آر ڈی کے لیڈروں کی حمایت کو اس وقت تک مخلصانہ قرار نہیں دیا جا سکتا جب تک ایم آر ڈی کی قیادت قادیانیوں کی حمایت کرنے والے لیڈروں اور جماعتوں کی قادیانیت نوازی کا نوٹس لے کر انہیں اس طرز عمل سے باز کرنے یا ایم آر ڈی سے نکالنے کا اعلان نہیں کرتی ۔

مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ نوابزادہ نصراللہ خان کی مسلمہ قومی شخصیت اور دینی و سماجی تحریکات میں ان کا بے لوث کردار کے بے حد احترام کے باوجود اصولوں کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ اور میں بصد ادب ان سے گذارش کروں گا کہ وہ تحریک ختم نبوت کی مؤثر حمایت کے سلئے پہلے مرحلہ میں ایم آر ڈی کے قادیانیت نواز لیڈروں اور جماعتوں کو قادیانیت نوازی ترک کرنے پر آمادہ کریں ۔ یا ان سے لاتعلقی کا اعلان کریں ۔ ورنہ محض زبانی حمایت تحریک ختم نبوت کو کوئی عملی فائدہ نہیں دے سکے گی ۔

ابتدائیہ

قادیانی درندگی ـــــ اور انتظامیہ کی سرد مہری

استعماری اولاد (قادیانیوں) کی بڑھتی ہوئی جارحیت اور ربوہ اسٹیشن پر نہتے مسلمان طلبہ پر قادیانی شب خون کے نتیجہ میں مئی ۱۹۷۴ء کو تحریک ختم نبوت کی ابتداء ہوئی۔ باوجودیکہ قادیانی بھٹو جیسے شاطر حکمران کے سیاسی حلیف تھے۔ مگر بھٹو جیسا آمر بھی قادیانیت نوازی کے سلسلہ میں مسلمانان پاکستان کے جذبات کے آگے بند باندھنے میں ناکام رہا اور بالآخر ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کی صبح اس ملعون امت کو غیر مسلم قرار دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اُمّتِ مسلمہ سے الگ کر دیا گیا۔ اس پر مُسلمانانِ عالم نے سکون کا سانس لیا۔ اور بہت سارے، نیک دل، اور سادہ لوح مسلمانوں نے تو یہاں تک سمجھ لیا کہ اب ان (قادیانیوں) کی حیثیت محض ایک اقلیت کی ہے۔ جو نہ صرف پاکستان میں رہنے کے حق دار ہیں بلکہ دیگر اقلیتوں کی طرح وہ بھی حقوق رکھتے ہیں۔ اس کے برعکس قادیانی مسلمانان پاکستان کے اس جرم بے گناہی کی سزا سے کبھی بھی غافل نہیں ہوئے اور پہلے سے زیادہ منظم ہوکر گوریلا فورس کے ذریعہ مسلمانوں کے جان ومال کو نقصان پہنچانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

چنانچہ ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۴ء تک دس سال کا عرصہ قادیانی غنڈہ گردی کی تاریخ میں ایک نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ بلکہ استعماری دہشت گردی کے ماتھے کا جھومر ہے! اس عرصہ میں ملک وملت کو نقصان پہنچانے کے علاوہ یہود کی روش پر چلتے ہوئے زیادہ تر انہوں نے علوم نبوت کے وارث اور مبلغین اسلام کو نشانہ بنایا۔ اور انہیں اغوا اور شہید کیا۔ بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں جہاں قادیانی غنڈوں نے علماء کے خون سے زمین رنگین کی۔

اس سفاکی کی تازہ ترین مثال سانحۂ ساہیوال ہے۔ جس میں دو مسلمان قادیانی غنڈوں کی درندگی کا شکار ہوگئے۔ جس کی تفصیلات مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کی طرف سے شائع کردہ ایک اشتہار سے حاصل ہوئیں۔ جو کچھ اس طرح ہیں:۔

"الحاج حافظ قاری بشیر احمد حبیبؒ مدرس جامعہ رشیدیہ ساہیوال کو اطلاع تھی کہ مرزائی مشن روڈ پر واقع اپنی عبادت گاہ میں اذان دیتے ہیں۔ چنانچہ ۲۶ر اکتوبر ۱۹۸۴ء جمعۃ المبارک کو قاری صاحب اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ فجر کے وقت یہ دیکھنے کے لئے کہ واقعی مرزائی اذان دیتے ہیں مرزائیوں کی عبادت گاہ کے سامنے کھڑے

ہو گئے۔ جب اذان کی آواز سنائی دی تو قاری بشیر احمد حبیبؒ اور گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ ساہیوال کے طالب علم اظہر رفیقؒ نے مرزائیوں کی عبادت گاہ کے بڑے دروازے سے اندر جھانک کر محض دیکھنا چاہا کہ کون شخص اذان دے رہا ہے؟ تاکہ اس کی شناخت کرکے امتناعِ قادیانیت صدارتی آرڈی ننس کی روشنی میں اس کے خلاف قانونی کاروائی کرائی جائے۔ اسی اثنا میں قادیانی غنڈوں نے فائرنگ کرکے قاری بشیر احمد حبیبؒ مدرس مدرسہ جامعہ رشیدیہ اور اظہر رفیق سٹوڈنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ کو موقع پر شہید کردیا۔ ہمیں مرزائیوں کی اس درندگی پر کوئی تعجب نہیں۔ بلکہ ہمیں مرزائیوں کو اس دیدہ دلیری اور دہشت گردی کا موقعہ فراہم کرنے اور پھر اس پر پردہ ڈال کر خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنے والی مسلمان انتظامیہ پر افسوس ہے۔ کہ آخر وہ قادیانی غنڈوں کو تحفظ فراہم کرکے آئین پاکستان سے کیونکر باغی ہے۔ یا پھر وہ کونسی ایسی قوتِ محرکہ ہے جو انہیں قادیانی غنڈوں کے خلاف اقدام کرنے سے روک رہی ہے؟

پھر اس واقعہ کی اشاعت پر پابندی لگادینا۔ واضح طور پر ان کی بے بسی اور سرد مہری کی نشان دہی کرتا ہے۔ اس لئے کہ اخبارات کا اتنا بڑے سانحہ سے صرف نظر کرنا اس کی علامت ہے کہ اس سلسلہ میں اخبارات کو خصوصی ہدایات جاری کی گئی تھیں۔

دوسری طرف علماء کرام کی گرفتاری ___ احتجاجوں اور ہڑتالوں کے باوجود چار ملزموں کا تاحال گرفتار نہ کیا جانا انتظامیہ کی نااہلی اور قادیانیت نوازی کا کھلا ثبوت ہے۔

وہی سعدی والی مثال صادق آتی ہے کہ "وہ سنگہا را لبتہ وسگہا را کشادہ"، یعنی علماءِ اسلام کو تو گرفتار کرلیا گیا۔ مگر درندہ صفت قادیانی غنڈے ابھی تک دندناتے پھر رہے ہیں ___ ہم جناب صدر سے یہ معلوم کرنا چاہیں گے۔ کہ کیا حکمرانی کے رہ ورسم یوں ہوا کرتے ہیں ___؟ ___ خلیفہ ثانیؓ تو دجلہ کے کنارے رہنے والے کتے کی خوراک اور پھر بھوک سے اس کے مرنے پر اپنے آپ کو ذمہ دار ٹھہراتے ہوئے یہ خطرہ محسوس کرتے ہیں کہ کہیں مجھ سے اس کے بارہ میں باز پرس ہی ___ نہ ہو جائے ___ مگر یہاں جناب صدر ہیں کہ ان کی فرماں روائی میں علماء کی جانیں تک غیر محفوظ ہیں۔ پھر ستم یہ کہ مارشلائی دور کا یہ چوتھا واقعہ ہے جس میں واضح طور پر قادیانی مسلمانوں کے قتل میں ملوث ہونے کے باوجود قانون کی گرفت سے مستثنیٰ قرار دیئے جارہے ہیں۔

آخر میں ہم پھر گذارش کریں گے کہ جناب صدر مسلمانوں کے جذبات کا احترام کرتے ہوئے ایسے نااہل اور قادیانی نواز مجرمین ___ آفیسروں کو فوراً برطرف کرکے غیر جانبدار اور ایماندار افراد کا تقرر کریں جو قادیانی غنڈوں کی سرکوبی کریں اور انہیں کیفرِ کردار تک پہنچائیں۔ اور جن بے گناہ علماء کرام کو گرفتار کیا گیا ہے انہیں فوراً رہا کیا جائے۔ اور جناب صدر مفرور قادیانی غنڈوں کی گرفتاری میں ذاتی دلچسپی لیں۔
اگر اس پر سنجیدگی سے غور نہ کیا گیا تو بگڑتی ہوئی صورت حال پر قابو پانا مشکل ہوگا۔

سعید احمد جلالپوری

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

عالمِ اسلام اور قادیانیت

کافر افرنگ کی نمک خواری اور ملت اسلامیہ سے غداری قادیان کے مغل خاندان کی سرشت میں داخل تھی۔ جس کے شواہد پہلے گذر چکے ہیں۔ قادیاں کے "سرکاری نبی" نے نہ صرف اپنی خاندانی روایات کو برقرار رکھا۔ بلکہ الہامی سند عطا کرکے اسے عالم اسلام میں پھیلانے کی کوشش کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ملتِ اسلامیہ کی عداوت اور انگریز کی وفاداری اپنی جماعت کے ذہنوں میں کوٹ کوٹ کر بھردی تھی۔

چنانچہ اپنی جماعت کے نام فرمان جاری کیا کہ:

"یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کا شکر گذار نہ ہو، یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لے گی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لئے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ تم ان کی نگاہ میں کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خدا داد نعمت کی قدر کرو، اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خداتعالیٰ نے سلطنتِ انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کردے گی۔ یہ مسلمان لوگ، جو فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سن چکے ہو۔ یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی نظر میں ایک کتا بھی رحم کے لائق ہے اور تم نہیں، تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے۔ بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں کہ تم واجب القتل ہو۔

سو یہی انگریز ہیں، جن کو لوگ کافر کہتے ہیں، جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں۔ اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔

سنو! انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے، تمہارے لئے ایک برکت ہے۔ اور خدا کی طرف سے وہ سپر (ڈھال) ہے۔ پس تم دل وجان سے اس سپر کی قدر کرو۔ اور ہمارے مخالف جو مسلمان ہیں۔ ہزارہا درجہ ان سے انگریز اچھے ہیں۔ کیونکہ

مشتعل ہو کر ان کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پنجشنبہ ۱۱ رجب کو عدم آباد پہونچائے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے۔ جن سے پایا جاتا ہے وہ افغانستان کے دشمنوں (انگریزوں) کے ہاتھ بک چکے ہیں۔ اس واقعہ کی تفصیل مزید تفتیش کے بعد شائع کی جائیگی"

۴۔ قادیانیوں کی اس ناروا جسارت کے خلاف افغانستان کی اسلامی حکومت نے جس ردِّ عمل کا اظہار کیا اس کا خوشگوار نتیجہ یہ نکلا کہ افغانستان کی سرزمین قادیان کی ظلّی نبوت سے پاک ہوگئی، اور اس کے بعد قادیانیوں کو آئندہ یہ جرأت نہ ہو سکی کہ وہاں کفر و ارتداد کی کھلی تبلیغ کر سکیں۔

۵۔ حکومت افغانستان کے اس جرأتمندانہ اقدام سے قادیانی اور ان کے سفید آقا (انگریز) دونوں افغانستان کے دشمن بن گئے۔ ۱۹۲۵ء میں قادیان کے خلیفہ نے "لیگ آف نیشنز" سے مطالبہ کیا کہ افغانستان سے ایکشن لیا جائے۔

۶۔ ۱۹۱۹ء میں انگریز نے افغانستان کو جنگ میں الجھایا۔ تو قادیان میں مسرت اور شادمانی کے شادیانے بجنے لگے۔ اور خلیفہ قادیان نے فرط مسرت میں اعلان بھی کر دیا کہ:

"عنقریب ہم کابل میں جائیں گے"

(الفضل ۲۰ مئی ۱۹۱۹ء)

لیکن مرزا قادیانی کی بہت سی پیش گوئیوں کی طرح خلیفہ قادیان کا یہ خواب بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔

۷۔ اس جنگ کابل میں قادیان نے ہر ممکن طریق سے انگریزوں کو مدد پہنچائی۔ الفضل کے بیان کے مطابق

"جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی ہے تب جماعت ہماری اپنی طاقت سے بڑھ کر (انگریزوں کو) مدد دی، اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی۔ جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہو جانے سے رک گئی۔ ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لئے نام لکھا چکے تھے۔ اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں رضا کارانہ طور پر کام کرتے رہے"

(الفضل ۳۱ جولائی ۱۹۲۰ء)

۸۔ قادیانی جماعت کی افغانستان سے عداوت ہی کا کرشمہ ہے کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خان قادیانی نے پاک افغان تعلقات کو اس انداز سے بگاڑا کہ آج تک دونوں برادر اسلامی ملکوں کے تعلقات صاف نہیں ہو سکے۔ دو مسلم ہمسایہ ملکوں کے درمیان عداوت اور تلخی کے بیج بو دینا قادیانی حکمت عملی کا ادنیٰ کرشمہ ہے

عراق و بغداد

۱۔ ۱۹۱۸ء میں جب برطانوی عفریت نے عراق پر دندانِ حرص تیز کئے۔ اور لارڈ ہارڈنگ اسلامی مملکت کو برطانوی نوآبادی بنانے کا منصوبہ لے کر عراق میں وارد ہوا۔ تو قادیان میں گھی کے چراغ جلنے لگے، اور قادیانی جریدہ "الفضل" نے انگریز پرستی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ ان الفاظ میں کیا

"یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عراق جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں۔۔۔ کیونکہ خدا ملک گیری اور جہانبانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے۔ اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا

مشتعل ہوکر ان کے خلاف دعویٰ دائر کردیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجرم ثابت ہو کر عوام کے ہاتھوں پنجشنبہ ۱۱ رجب کو عدم آباد پہونچائے گئے۔ ان کے خلاف مدت سے ایک اور دعویٰ دائر ہو چکا تھا اور مملکت افغانیہ کے مصالح کے خلاف غیر ملکی لوگوں کے سازشی خطوط ان کے قبضے سے پائے گئے۔ جن سے پایا جاتا ہے وہ افغانستان کے دشمنوں (انگریزوں) کے ہاتھ بک چکے ہیں۔ اس واقعہ کی تفصیل مزید تفتیش کے بعد شائع کی جائیگی“

۴۔ قادیانیوں کی اس ناروا جسارت کے خلاف افغانستان کی اسلامی حکومت نے جس ردِّ عمل کا اظہار کیا اس کا خوشگوار نتیجہ یہ نکلا کہ افغانستان کی سرزمین قادیان کی ظلّی نبوت سے پاک ہوگئی، اور اس کے بعد قادیانیوں کو آئندہ یہ جرأت نہ ہوسکی کہ وہاں کفروارتداد کی کھلی تبلیغ کرسکیں۔

۵۔ حکومت افغانستان کے اس جرأتمندانہ اقدام سے قادیانی اور ان کے سفید آقا (انگریز) دونوں افغانستان کے دشمن بن گئے۔ ۱۹۳۵ء میں قادیان کے خلیفہ نے ”لیگ آف نیشنز“ سے مطالبہ کیا کہ افغانستان سے ایکشن لیا جائے۔

۶۔ ۱۹۱۹ء میں انگریز نے افغانستان کو جنگ میں الجھایا۔ تو قادیان میں مسرّت اور شادمانی کے شادیانے بجنے لگے۔ اور خلیفہ قادیان نے فرط مسرت میں اعلان بھی کردیا کہ:

”عنقریب ہم کابل میں جائیں گے“

(الفضل ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء)

لیکن مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کی طرح خلیفہ قادیان کا یہ خواب بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوا۔

۷۔ اس جنگ کابل میں قادیان نے ہر ممکن طریق سے انگریزوں کو مدد پہنچائی۔ الفضل کے بیان کے مطابق

”جب کابل کے ساتھ جنگ ہوئی ہے تب جماعت ہماری اپنی طاقت سے بڑھ کر (انگریز کو) مدد دی، اور علاوہ اور کئی قسم کی خدمات کے ایک ڈبل کمپنی پیش کی۔ جس کی بھرتی بوجہ جنگ کے بند ہو جانے سے رُک گئی۔ ورنہ ایک ہزار سے زائد آدمی اس کے لئے نام لکھا چکے تھے۔ اور خود ہمارے سلسلہ کے بانی کے چھوٹے صاحبزادہ اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی نے اپنی خدمات پیش کیں۔ اور چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں رضاکارانہ طور پر کام کرتے رہے“

(الفضل ۱۳ جولائی ۱۹۲۰ء)

۸۔ قادیانی جماعت کی افغانستان سے عداوت ہی کا کرشمہ ہے کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خان قادیانی نے پاک افغان تعلقات کو اس انداز سے بگاڑا کہ آج تک دونوں برادر اسلامی ملکوں کے تعلقات صاف نہیں ہوسکے۔ دو مسلم ہمسایہ ملکوں کے درمیان عداوت اور تلخی کے بیج بودینا قادیانی حکمت عملی کا ادنیٰ کرشمہ ہے

عراق و بغداد

۱۔ ۱۹۱۰ء میں جب برطانوی عفریت نے عراق پر دندانِ حرص تیز کئے۔ اور لارڈ ہارڈنگ اسلامی مملکت کو برطانوی نوآبادی بنانے کا منصوبہ لے کر عراق میں وارد ہوا۔ تو قادیان میں گھی کے چراغ جلنے لگے، اور قادیانی جریدہ ”الفضل“ نے انگریز پرستی اور اسلام دشمنی کا مظاہرہ ان الفاظ میں کیا

”یقیناً اس نیک دل افسر (لارڈ ہارڈنگ) کا عراق جانا عمدہ نتائج پیدا کرے گا۔ ہم ان نتائج پر خوش ہیں۔۔۔ کیونکہ خدا ملک گیری اور جہانبانی اسی کے سپرد کرتا ہے جو اس کی مخلوق کی بہتری چاہتا ہے۔ اور اسی کو زمین پر حکمران بناتا ہے جو اس کا

اہل ہوتا ہے، ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم خوش ہیں، کیونکہ ہمارے خدا کی بات پوری ہوئی ہے اور ہمیں امید ہے کہ برٹش حکومت کی توسیع کے ساتھ ہمارے لئے اشاعتِ اسلام کا میدان بھی وسیع ہو جائے گا۔ اور غیر مسلم کو مسلم بنانے کے ساتھ ہم مسلمان کو پھر مسلمان کریں گے۔"

(الفضل ۱۱ر فروری ۱۹۱۰ء)

۲ــــ اور ۱۹۱۸ء میں جب بغداد پر انگریز کا تسلط ہوا اور وہاں کے مسلمانوں کو خاک و خون میں تڑپایا گیا۔ تو قادیانی امت پھولے نہیں سماتی تھی۔ اسلام کی اس مصیبتِ عظمیٰ پر قادیانی امت فرحت و مسرت میں آپے سے باہر ہو گئی اور اخبار "الفضل قادیاں" نے لکھا۔

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) فرماتے ہیں کہ میں وہ مہدی موعود ہوں اور گورنمنٹ برطانیہ میری وہ تلوار ہے جس کے مقابلہ میں ان علماء کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ اب غور کرنے کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس فتح سے کیوں خوشی نہ ہو؟"

"عراق عرب ہو یا شام، ہم ہر جگہ اپنی تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں"

"فتح کے وقت ہماری فوجیں مشرق سے داخل ہوئیں۔ دیکھئے کس زمانہ میں اس فتح کی خبر دی گئی۔ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے جو بصرہ کی طرف چڑھائی کی اور تمام اقوام سے لوگوں کو جمع کر کے اس طرف بھیجا۔ دراصل اس کے محرک خدا تعالیٰ کے وہ فرشتے تھے، جن کو اس گورنمنٹ کی مدد کے لئے اس نے اپنے وقت پر اتارا کہ تا وہ لوگوں کے دلوں کو اس طرف مائل کر کے ہر قسم کی مدد کے لئے تیار کریں"

(۷ر دسمبر ۱۹۱۸ء)

اس اقتباس کو بار بار پڑھئے، گورنمنٹ برطانیہ کو قادیانی مہدی کی تلوار بتایا جاتا ہے، اور قادیانی جاسوس اس تلوار کی چمک تمام اسلامی ممالک میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ سقوطِ بغداد کے المناک حادثہ کو "فتح بغداد" کہہ کر اس پر فخر کیا جاتا ہے۔ انگریزوں کی فوج کی مدد کے لئے فرشتے نازل کئے جاتے ہیں۔ کیا اسلام دشمنی کا اس سے بدتر مظاہرہ ممکن ہے؟

۳ــــ اور قادیانیوں نے اس "فتح بغداد" کے موقعہ پر انگریز کی کس قدر مدد کی۔؟ اس سوال کا جواب خلیفہ قادیان دوم مرزا محمود کی زبان سے سنیئے:۔

"عراق کی فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہائے اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی (انگریزی فوج میں) بھرتی ہو کر چلے گئے۔ لیکن جب وہاں حکومت قائم ہو گئی۔ تو گورنمنٹ نے یہ شرط کروائی کہ پادریوں کو عیسائیت کی اشاعت کرنے میں کوئی روک نہ ہوگی مگر احمدیوں کے لئے نہ صرف اس قسم کی کوئی شرط نہ رکھی۔ بلکہ احمدی اگر اپنی تکالیف پیش کرتے ہیں تو بھی عراق کے ہائی کمشنر اس میں دخل دینے کو اپنی شان سے بالا سمجھتے ہیں۔"

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۳۱ر اگست ۱۹۲۱ء)

ملاحظہ فرمایا آپ نے؟ جس جماعت کا دعویٰ تھا کہ اسلامی جہاد حرام ہے۔ اور انگریزوں کے مقابلہ میں ہاتھ اٹھانا کفر ہے۔ وہی جماعت اسلامی ممالک پر انگریزوں کی یورش کو مدد دینے کے لئے خون بہاتی اور سینکڑوں آدمی بھرتی کرتی ہے۔

۴ــــ اور قادیانیوں کی اس انگریز پرستی ہی کا نتیجہ تھا کہ جب بغداد "فتح" ہوا۔ اور عراق عرب پر انگریزوں کا تسلط ہوا تو انگریزوں کی طرف سے عراق کا سب سے پہلا گورنر میجر حبیب اللہ قادیانی کو مقرر کیا گیا۔ جو خلیفہ قادیان کا

برادرِ نسبتی اور انگریزی فوج سے معتمد افسر تھا۔ ایک قادیانی کو ایک مغصوبہ اسلامی علاقے پر گورنر مقرر کرنا درحقیقت ملتِ اسلامیہ سے انگریز کا بدترین مذاق تھا۔

۵ـــ اسی "فتح بغداد" کے موقعہ پر انگریزی نبی کے پایۂ تخت "قادیان" میں جشنِ مسرت منایا گیا۔ اور عمارتوں پر چراغاں کیا گیا۔ قادیان کے سرکاری آرگن روزنامہ الفضل نے اس جشنِ مسرت کی خبر شائع کرتے ہوئے لکھا:

"۲۷ ماہ نومبر کو "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" کے زیر انتظام حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ثانی گورنمنٹ برطانیہ کی شاندار اور عظیم الشان فتح کی خوشی میں ایک قابل یادگار جشن منایا گیا.....

....غرض کہ احمدیوں کا کوئی مکان اور کوئی عمارت ایسی نہ تھی جس پر روشنی نہ کی گئی ہو، یہ پُرلطف اور مسرت انگیز نظارہ بہت مؤثر اور خوشنما تھا۔ اور اس سے احمدیہ پبلک کی اس عقیدت پر خوب روشنی پڑتی تھی۔ جو اسے گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہے"

(الفضل ۳ دسمبر ۱۹۱۸ء)

آہ! کس قدر دل خراش تھا یہ منظر کہ اسلامی خلافت کے سقوط اور اسلامی ممالک پر انگریز کے منحوس تسلط سے امت اسلامیہ میں صفِ ماتم بچھی ہوئی تھی۔ مسلمانوں کے دل بریاں اور آنکھیں گریاں تھیں۔ لیکن امتِ اسلامیہ کے یہ غدار، محمد رسول اللہ کے یہ باغی، کافر افرنگ کے یہ عقیدت کیش جشنِ مسرت مناکر مسلمانوں کے زخم پر نمک پاشی کر رہے تھے۔

شام اور فلسطین

۱ـــ ملک شام اور فلسطین پر انگریزی تسلط کے لئے زمین ہموار کرنے کی خاطر مرزا غلام احمد قادیانی نے حرمتِ جہاد پر عربی میں کتابیں لکھیں اور انہیں اپنے ایجنٹوں کے ذریعہ بلادِ عرب میں پہنچا دیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی بڑے فخر سے لکھتا ہے:۔

"اور پھر میں نے قرینِ مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعتِ جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپیہ خرچ ہوا۔ اور وہ کتابیں عرب اور بلادِ شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا"

یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے، اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں۔ جن میں سرکار انگریزی کی خیرخواہی اور اطاعت کا ذکر ہے (اس کے ذیل میں مرزا نے اپنی چوبیس کتابوں اور رسالوں کی فہرست درج کی ہے)"

(تبلیغ رسالت ج۶ ص۶۱)

بقیہ کاروانِ ختم نبوت

جسکی مثال ماضی میں نہیں ملتی۔ قادیانیوں کی تمام غنڈہ گردیاں علماء کا قتل واغوا، حکومت پاکستان کے نوٹس میں لایا گیا لیکن آج تک کسی قادیانی کو قانون پاکستان کے مطابق سزا نہیں دی گئی۔ حکومت کی سست روی کا ہی نتیجہ ہے کہ اب قادیانی سانپوں نے علماء، شرفاء کو ڈسنا شروع کر دیا۔ اگر روز اول سے اس زہریلے سانپ کا سر کچلا جاتا تو آج علماء و شرفاء کے قتل اور اغوار کی نوبت ہی نہ آتی ضلعی جنرل سیکرٹری نے تمام مکتب فکر کے علماء و دیگر حضرات سے متحد ہو کر کام کرنے کی اپیل ہے۔ نیز یہ بھی کہا کہ جب تک ہم قربانیاں نہیں دیں گے اس وقت تک نہ تو تحفظ ختم نبوت کا یہ عظیم مسئلہ حل ہوگا اور نہ ہی علماء۔ شرفا کی جانیں محفوظ ہوں گی

آخری قسط

خسوف وکسوف

قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب

مولانا تاج محمد صاحب مدرس قاسم العلوم فقیروالی

دارقطنی کی روایت اور اس کا تجزیہ

دارقطنی کی روایت کے خاص بیان کرنے والے محمد بن علی ہیں۔ اس نام کے بھی کئی راوی ہیں۔ پھر یہ کیسے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ یہ کون سے محمد بن علی ہیں۔ لیکن قادیانی امت کہتی ہے کہ یہ محمد بن علی حضرت امام حسین (علیہ السلام) رضی کے پوتے امام محمد باقر ہیں،

یہ روایت کئی وجوہ سے ناقابل حجت اور ناقابل اعتبار ہے۔

پہلا راوی اس روایت کا پہلا راوی عمرو بن شمر بڑا جھوٹا آدمی تھا۔ اپنی طرف سے روایتیں بنا بنا کر بزرگوں کی طرف منسوب کردیتا تھا، دارقطنی اور نسائی نے اس کو متروک الحدیث کہا ہے جوزجانی نے جھوٹا اور ابن حبان نے غالی رافضی کہا ہے۔ صحابہ کرام کو گالیاں دیتا تھا۔ موضوع روایتیں بیان کیا کرتا تھا۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۶۳)

دوسرا راوی دوسرا راوی جعفر جعفی ہے، امام اعظم ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ جعفر جعفی بڑا جھوٹا آدمی تھا۔ نسائی نے متروک الحدیث کہا ہے، حاکم نے کہا کہ وہ حدیث کو مجہول جانتا تھا۔ لیث بن ابوسلیم نے کہا کہ وہ کذاب تھا سعید بن جبیر نے کہا کہ وہ جھوٹا تھا۔ عجلی نے کہا کہ وہ غالی شیعہ اور مدلس تھا۔ ابن حبان نے کہا کہ وہ عبداللہ بن سباء کا پیرو تھا۔ (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۴۸)

حضرت امام مہدی کے متعلق جس قدر بھی علامتیں احادیث میں آئی ہیں، ان میں سے کوئی علامت بھی مرزا غلام میں نہیں پائی جاتی۔ مثلاً وہ اہل بیت رسولؐ اور بنی فاطمہ سے ہو نگے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا فنا نہ ہوگی جب تک کہ ایک شخص میرے اہل بیت سے عرب کا بادشاہ نہ بنے پھر اس کی ایک علامت یہ فرماتے ہیں کہ اس کا نام میرے نام کے مطابق ہوگا یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے مطابق ہوگا۔ یعنی عبد اللہ ؒ

سب جانتے ہیں کہ مرزا کا نام غلام احمد تھا۔ اور ان کے باپ کا نام غلام مرتضےٰ، اور مغل قوم سے تعلق رکھتے تھے

حدیثوں میں مہدی موعود کی نسبت، من اھل بیتی۔ من عترتی۔ من ولد فاطمہ آیا ہے اس لئے سچے امام مہدی حضرت فاطمہؓ کی اولاد سے ہوں گے۔ اور مرزا صاحب فاطمی نہیں تھے۔

اٰیَتَین پیش گوئی میں لفظ اٰیَتَین ہے، آیت کھلی نشانی کو کہتے ہیں۔ جس کی مانند اس کے ظہور سے پہلے اس کی مثل کوئی چیز واقع نہوئی ہو۔ اور وہ بے نظیر ہو۔ ورنہ پھر سچے مہدی اور جھوٹے مہدی میں تمیز کرنی مشکل ہوجائیگی مرزا صاحب لکھتے ہیں:-

کو ۱۳-۱۴-۱۵- تاریخیں خسوف کے لئے اور ۲۷-۲۸-۲۹ کسوف کے لئے مقرر ہیں۔ اور یہ نظام کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔ اور مرزا صاحب کے زمانہ میں بھی حسب سابق ایسا ہی ہوا ہے اس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب سچے مہدی نہ تھے۔ اگر سچے مہدی ہوتے تو ان کے لئے کوئی ایسا مخصوص نشان ظاہر ہوتا جو دوسرے جھوٹے مہدیوں سے ان کو ممتاز کر دیتا۔ حالانکہ مرزا غلام احمد کے زمانہ میں محمد احمد مہدی سوڈانی، اور مسٹر ڈوئی امریکہ میں اپنے دعویٰ کے ساتھ زندہ تھے۔

لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ

یہ جملہ روایت میں دو مرتبہ آیا ہے، پہلی مرتبہ جو لم تکونا ہے وہ آیتین کی صفت ہے، ضمیر آیتین کی طرف لوٹتی ہے مطلب اس کا یہ ہے کہ وہ دونوں نشانیاں ایسی ہیں کہ جب سے زمین و آسمان بنے ہیں ان دو نشانیوں کا ظہور آج تک ہوا ہی نہیں ان دو نشانیوں سے مراد رمضان المبارک میں خسوف و کسوف زمانہ کی عادت کے خلاف ہوگا۔ اور یہ دونوں نشان سچے مہدی کے لئے ہوں گے۔

تَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ

نشانوں کے بے نظیر ہونے کے بعد پہلی علامت یہ بیان کی ہے کہ چاند گرہن رمضان المبارک کی پہلی رات میں ہوگا۔ عرب اکثر بول چال میں مہینہ کی پہلی رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں اور روایت میں قمر کا لفظ آیا ہے، اول لیلۃ سے مراد اگر وہ پہلی رات لی جائے جس کے چاند کو صرف قمر کہا جاتا ہے تو ایک طور سے اول لیلۃ کہنا بھی صحیح ہوجاتا ہے اور قمر کا اطلاق بھی مشہور محاورہ کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ ایک سیدھا سا طریق ہم نے محض قادیانیوں کو سمجھانے کے لئے اختیار کیا ہے۔ روایت کے یہ معنیٰ ہم نے ان کے ایک اعتراض کو مدنظر رکھ کئے ہیں۔ کیونکہ قادیانیوں کا ایک اعتراض یہ ہے کہ روایت میں اس رات کے لئے قمر کا لفظ آیا ہے۔ حالانکہ پہلی رات کے چاند کو ہلال کہتے ہیں۔

جواباً گزارش ہے کہ عربی زبان میں چاند کو قمر ہی کہتے ہیں۔ اور وہ مختلف حالتوں میں ہلال وغیرہ کہلاتا ہے، ہلال یا بدر وغیرہ سب کو قمر کہہ سکتے ہیں، کیونکہ عربی میں چاند کا یہی اصلی نام ہے، قرآن کریم میں ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا

"وہ ذات پاک جس نے سورج کو چمکدار اور چاند کو نور بنایا"

دوسری جگہ فرمایا۔

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ـــ "ہم نے چاند کے لئے منزلیں مقرر کی ہیں، ان کے بموجب ترقی کرتا ہے، پھر زوال پذیر ہوتا ہے، یہاں تک کہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی مانند ہوجاتا ہے"

قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے۔ الهلال غرة القمر وهى اول ليلة (ہلال قمر کی پہلی رات کا نام ہے) لسان العرب میں ہے۔ ليسمى القمر ليلتين من اول الشهر هلالاً۔ یعنی مہینہ کی پہلی دو راتوں میں قمر کو ہلال کہتے ہیں۔ اسی طرح قمر بھی کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ قمر سب تاریخوں کے لئے مشترک نام ہے، ہر رات کا چاند قمر کہلاتا ہے۔ خواہ وہ پہلی رات کا چاند ہو یا چودھویں کا یا کسی اور تاریخ کا۔

مرزا غلام احمد "ضمیمہ در انجام آتھم" کے صفحہ ۴۳ پر لکھتے ہیں۔ کہ اگر مہینہ کی پہلی رات مراد ہوتی تو روایت میں یوں آنا چاہئے تھا کہ۔ ینکسف الهلال لاول ليلة۔ تو جواباً گزارش ہے کہ ایک طرف تو مرزا صاحب کو عربی دانی کا بہت بڑا دعویٰ ہے اور دوسری طرف وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ عربی محاورہ ینکسف القمر ہی بولا جاتا ہے۔ ینکسف الهلال خلاف محاورہ اور غلط ہے۔

وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ

مہدی کی دوسری علامت یہ ہے کہ سورج گرہن ہوگا اسی رمضان کے نصف میں، جملہ میں لفظ نصف اور منه قابل غور ہیں۔ منه میں ضمیر مذکر ہے اور اس کا مرجع رمضان ہے نصف سے مراد ۱۴- یا ۱۵- تاریخ رمضان کی ہے، سورج گرہن کا یہ دوسرا نشان بھی بے نظیر ہوگا۔ لیکن مرزا صاحب رمضان

کی ۲۸ر تاریخ کو سورج گرہن لگنا لکھتے ہیں۔ جو بالکل غلط ہے کیونکہ تین دنوں میں درمیان کے دن کو نصف نہیں کہتے وسط کہتے ہیں۔ اگر نصف سے مراد وسط لیا جائے اور یوں کہا جائے کہ سورج گرہن اپنے معمول ایام کے وسط میں ہوگا۔ تو پھر منہ کی ضمیر کا مرجع کیا ہوگا؟ اگر منہ کی ضمیر ایام کی طرف پھیری جائے تو دو طور سے غلط ہے، ایک یہ کہ ایام کا لفظ روایت میں آتا ہی نہیں۔ تو پھر منہ کی ضمیر ایام کی طرف پھر ہی نہیں سکتی۔ دوسرے یہ کہ منہ میں ضمیر مذکر ہے اگر ایام کی طرف پھرتی تو منہا ہونا چاہئے تھا۔

مرزا صاحب حقیقۃ الوحی کے ص۱۹۵ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"چونکہ اس گرہن کے وقت میں مہدی موعود ہونے کا مدعی زمین پر بجز میرے کوئی نہیں۔ اور نہ میری طرح کسی نے اس گرہن کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دے کر صدہا اشتہار اور رسالے اردو، فارسی اور عربی میں شائع کئے۔ اس لئے یہ نشان میرے لئے متعین ہوا"

نیز لکھتے ہیں کہ:۔

"کسی مدعی رسالت یا نبوت کے وقت میں کبھی یہ دونوں گرہن رمضان کے مہینہ میں جمع نہیں ہوئے۔ اس تیرہ سو برس میں کئی لوگوں نے محض افتراء کے طور پر مہدی موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا لیکن ان کے وقت میں چاند گرہن اور سورج گرہن دونوں جمع نہیں ہوئے"

(حقیقۃ الوحی ص۱۹۶)

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے کبھی تاریخ کی کتابوں کا مطالعہ ہی نہیں کیا، مرزا صاحب کے دعویٰ مہدویت سے بیس بائیس برس پیشتر ۱۸۶۹ء میں ایک مشہور انگریز مسٹر کیتھ نے انگریزی زبان میں ایک کتاب لکھی جس کا نام "یوز آف دی گلوبس" ہے۔ یہ کتاب لنڈن میں طبع ہوئی مسٹر کیتھ نے اس کتاب میں ۱۸۰۱ء سے ۱۹۰۰ء تک پورے سو برس کے آئندہ گہنوں کی فہرست درج کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سو سال کے اندر پانچ مرتبہ خسوف وکسوف کا اجتماع رمضان المبارک میں ہوا ہے دوسری کتاب "حدائق النجوم" فارسی زبان میں ۱۲۵۶ھ میں مرزا صاحب کے زمانے میں لکھنؤ میں چھپی۔ اس کتاب کی فہرست میں ۶۳ برس کے اندر تین گرہنوں کا اجتماع رمضان المبارک میں لکھا ہے۔ اور یہ تین اجتماع ایسے ہیں کہ دونوں کتابوں کے مصنف اس پر متفق ہیں۔

حدائق النجوم ص۵۲تا۵۳، یوز آف دی گلوبس ص۲۶۲، ۲۶۹ اور مسٹر نارمن لوکیٹر کی کتاب "اسٹرونومی" ص۱۰۲ جدول خسوف کسوف کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ تیرہ صدیوں میں ۸۱۰ھ سے ۱۳۱۳ھ تک ساٹھ مرتبہ رمضان المبارک میں اجتماع خسوف وکسوف ہوا۔

اگر ۱۳ر تاریخ اور ۲۸ر تاریخ کو رمضان میں خسوف وکسوف ہونا نشان ہے تو روایت کے مطابق ہر ایک گرہن کو نشان بننا چاہئے تھا۔ اور ہر ایک ہی کو بے نظیر ہونا چاہئے تھا۔ مگر مذکورہ فہرست سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک سو برس کے عرصہ میں چاند گرہن رمضان کی ۱۳ر تاریخ کو پانچ مرتبہ ہوا۔ یعنی ۱۲۶۳ھ، ۱۲۶۴ھ، ۱۲۹۱ھ، ۱۳۱۱ھ، ۱۳۱۲ھ اور سورج گرہن ۲۸ر رمضان کو چھیالیس برس میں ۶ مرتبہ ہوا۔ اور دونوں کا اجتماع ان تاریخوں میں تین مرتبہ ہوا۔ اس دوران بیسیوں مدعی دعویٰ نبوت ومہدویت کے ساتھ زندہ رہ کر مخلوق خدا کو گمراہ کرتے رہے، مثلاً

صالح بن طریف صالح نے ۱۲۶ھ میں نبوت اور مہدی اکبر ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے زمانہ میں رمضان المبارک میں خسوف وکسوف ہوا۔ مدت دعویٰ نبوت ۴۷ر برس، اس کے خاندان میں ۳ سو برس بادشاہت رہی۔

طریف طریف کے زمانہ میں بھی رمضان المبارک ۱۱۶ھ میں گہنوں کا اجتماع ہوا

ابومنصور عیسیٰ اس نے ۳۴۱ھ میں دعویٰ نبوت کیا رمضان المبارک ۳۴۶ھ میں اس کے وقت میں خسوف وکسوف کا اجتماع ہوا، مدت دعویٰ ۲۳ر برس کے بعد ۳۶۹ھ میں مارا گیا۔

علی محمد باب علی محمد باب نے ۱۲۶۰ھ میں ایران میں مہدویت کا دعویٰ کیا۔ اس کے زمانہ میں

جناب محمد سمیع اللہ صاحب

تعلیمی اداروں کے نصاب میں

مسائل و احکامِ نماز شامل کرنے کی ضرورت

اسلام کے بنیادی ارکان میں نماز قائم کرنے کی اہمیت و افادیت اور نماز قائم نہ کرنے والوں کے لئے سخت وعید سب لوگوں پر عیاں ہے۔ مگر مسائل ضروریہ سے عدم واقفیت کی وجہ سے ملک میں ایسی مضحکہ خیز صورت حال پیدا کردی گئی ہے کہ جس سے اسلام کے بنیادی عقائد پر ضرب لگی ہے۔ ایسے مسلمانوں کی تعداد بکثرت پائی جاتی ہے جو نماز تو ادا کرتے ہیں مگر فرائض، سنن مستحبات اور منکرات سے قطعی طور پر ناواقف ہوتے ہیں۔ کہ

رہ گئی رسم اذاں رُوحِ بلالی نہ رہی

مغربی طرز کی بود و باش رکھنے والے اکثر افراد ایسے پائے جاتے ہیں جن کا لباس اور بدن اسلامی نقطۂ نظر سے ناپاک رہتا ہے۔ غسلِ جنابت اور وضو کے صحیح طریقہ کا علم ہی نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں نماز کس طرح صحیح ادا ہو سکتی ہے؟ اس ضمن میں مطالبہ کیا جاتا ہے کہ:۔

"تعلیمی اداروں میں نماز کے مسائل کا نصاب لازمی شامل کیا جائے۔ تحریری اور زبانی امتحانات میں ناکام ہونے والے طلباء اور طالبات کو سالانہ امتحانات میں کامیاب قرار نہ دیا جائے"

مزید برآں حکومت ایک اعلامیہ کے ذریعے تمام فرقوں کے خطباء اور ائمہ کرام کو مطلع کرے کہ کم از کم دو ماہ کی مدت کے لئے ملک کی تمام مساجد میں تقاریر کا سلسلہ منقطع کرکے محض غسل، وضو، نماز فرض اور نماز جنازہ کے مسائل بیان کریں اور چھوٹے چھوٹے ٹولوں کی شکل میں افراد کو اکٹھا کرکے نماز میں ادا کئے جانے والے کلمات کی تصحیح کرائی جائے۔ تاکہ ارشاد ربانی:۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ

ترجمہ:۔ بیشک نماز گندے کاموں اور بری عادتوں سے روکتی ہے" (قرآن حکیم)

کا روح پرور نظارہ دیکھنے میں آئے اور نماز کے بنیادی مقاصد حاصل ہو سکیں۔

اقامتِ صلوٰۃ کے ساتھ ساتھ نصاب کی تدوینِ نو کا کام بھی ہنگامی بنیادوں پر اخلاص کے ساتھ کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ امر بالکل عیاں ہے کہ پاکستان میں موجودہ تعلیم کا مقصد حصولِ معاش ہے۔ جب کہ ہمارے اسلاف تعلیم کو انسانیت کی معراج کے طور پر استعمال کرتے تھے ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے کے لئے نوجوانوں کے لئے اسلامی تعلیم نظام کو بنیاد بنایا جائے اسلامی نظریہ کی روشنی میں تمام علوم کے نصاب کی تدوینِ نو کا کام ہنوز باقی ہے۔ جسے بلا تاخیر مکمل ہونا چاہئے۔ نصاب کو اسلام کے اصولوں کے عین مطابق بنانے کے ساتھ ساتھ اساتذہ کے مقام (S TA T U S)

کو بلند کرنے اور ان کے اندر دینی فکر پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے لیکچراروں کو بغیر کسی تربیت دیئے ملازمت پر لگا دیا جاتا ہے۔ جب کہ دوسرے محکموں مثلاً فوج، پولیس، سول سروس، اکاؤنٹ سروس، سکرٹریٹ سروس وغیرہ میں نئے آنے والوں کو پہلے کم و بیش ایک سال تک ٹریننگ دی جاتی ہے، اسی طرح ضروری ہے کہ سکولوں کے نئے اساتذہ اور کالج کے لیکچراروں کو کم از کم تین چار ماہ تک خصوصی تربیت دے کر ان کے مزاج کے اسلام کے اصولوں کے موافق بنا دیئے جائیں تاکہ وہ اپنے طلبہ کے لئے مثال ثابت ہو سکیں۔

مینا بازاروں کے انعقاد کی آڑ میں فحش رجحان کا تدارک کیا جائے

پاکستان میں آج کل زنانہ تعلیم گاہوں اور زنانہ تنظیموں کی طرف سے مینا بازار لگانے کا ایک سیلاب آیا ہوا ہے۔ مینا بازاروں میں فیشن پرستی اور تعیشات کی نمائش اور خرید و فروخت ہوتی ہے۔ نیز ان میں مردوں کو بھی داخلہ کی اجازت ہوتی ہے۔ عورتوں اور لڑکیوں کے ان اجتماعات میں مردوں کے داخلہ سے مرد و زن کے اختلاط کی حامی عورتیں اور غنڈہ عناصر کی وجہ سے طوفانِ بدتمیزی کے واقعات کی خبریں اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔ ان سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ اسلام دشمن عناصر موجودہ حکومت کی نفاذِ اسلام کی کوششوں کو سبوتاژ کرنے کے لئے مینا بازاروں کے انعقاد کی آڑ میں فحش پرستی اور مرد و زن کے اختلاط کو عام کر رہے ہیں۔ جو معاشرہ میں اخلاق بے راہروی کو فروغ دینے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ لہٰذا مطالبہ کیا جاتا ہے کہ اس کا مناسب سدباب کیا جائے۔ ان مینا بازاروں میں مردوں کا داخلہ قطعی ممنوع قرار دیا جائے، خواتین کے ہمراہ آنے جانے والے مردوں کو بھی داخلہ کی اجازت نہ دی جائے"

اگر مینا بازاروں کی آمدنی جیسا کہ منتظمین دعویٰ کرتے ہیں۔ غریب اور مستحق طلباء کی مالی امداد پر لگاتے ہیں! تو حکومت ان کے منتظمین سے باقاعدہ حساب لیکر انہیں کے ______ منتخب نادار لوگوں پر تقسیم کروانے کا بندوبست کرے۔

وڈیو گیمز پر پابندی لگانے کی ضرورت جیسا کہ

مغربی جرمنی، سنگاپور، سعودی عرب وغیرہ میں عائد ہے

وڈیو گیمز (ایک شطرنج نما کھیل) ہے، جس سے دینی احکامات سے غفلت کے علاوہ نوجوانوں کا قیمتی وقت اور سرمایہ بھی ضائع ہوتا ہے (ایک کھیل جس کا ٹکٹ دو روپے ہے۔ پانچ منٹ سے بیس منٹ تک کھیلا جا سکتا ہے) وقت اور سرمایہ کے ضیاع کے علاوہ ان کی بینائی پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔ پہلے ہی ٹی وی کیا کم تھا کہ اب دھڑا دھڑ میوزک سنٹر اور وڈیو گیمز کی دکانیں کھل رہی ہیں، بچے سکولوں سے بھاگ بھاگ کر وڈیو گیمز کی طرف لپک کر آتے ہیں، پڑھائی سے رہ جاتے ہیں۔ نقل کرکے پاس ہونا چاہتے ہیں۔ پکڑے جاتے ہیں۔ سکول سے نکالے جاتے ہیں۔ پھر ماں باپ کے لئے عذاب بنتے ہیں جب اس قوم کی اوّخاص طور پر نئی پود کی صحیح اسلامی تعلیم و تربیت نہ کی گئی تو نفاذ اسلامی نظام کبھی شرمندہ تعبیر نہ ہوگا۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کو سمجھنے کے لئے عقل کی بہت زیادہ ضرورت ہو۔

دینی اور سماجی حلقوں کی طرف سے اس کھیل پر پابندی لگانے کے لئے کافی عرصہ سے مطالبہ کیا جا رہا ہے مگر مقام حیرت ہے کہ اس کو ختم کرنے کی بجائے اس کی حوصلہ افزائی کیجا رہی ہے اور حالیہ اطلاعات کے مطابق حکومت آمدن حاصل کرنے کی غرض سے اس پر ٹیکس لگانے پر غور کر رہی ہے۔ حالانکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ وڈیو گیمز کی لعنت سے ملک کو بچایا جائے جس سے نہ صرف یہ کہ قمار کا دروازہ کھل گیا ہے بلکہ قوم

دورۂ افریقہ

نیروبی (کینیا) ـ جوہانسبرگ (جنوبی افریقہ)

منظور احمد الحسینی

ملاقاتیں ـ بیانات ـ مدارس عربیہ کا دورہ

قسط نمبر ۳

الحمد للہ۔ جلد ہی یہ مدرسہ ترقی کرے گا۔ اور درسِ نظامی مکمل طور پر یہاں پڑھایا جائے گا۔ یہاں عمدہ دار الاقامہ برائے طلبہ قائم کیا گیا ہے۔ عمدہ بستر اور اچھے کھانے کا انتظام فری کیا گیا ہے۔ اس مدرسہ کے مہتمم مولانا قاری عبد المجید صاحب ہیں۔ جو ۱۷ سال تک جامع مسجد کرک اسٹریٹ کے خطیب رہے ہیں۔ مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی اور مولانا صدیق احمد کے شاگرد ہیں۔ آپ انشاء اللہ اس مدرسہ کی ترقی کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔ مولانا شبیر احمد سالوجی ناظم تعلیمات اور حافظ بشیر احمد ناظم مدرسہ ہیں، جبکہ خزانچی اور بانی ابوبکر عربی باٹھیا ہیں۔

ہفتہ کے دن بعد نماز عشاء مسجد قوۃ الاسلام میں میرے رفیق سفر اخی محترم باوا صاحب کا ردّ قادیانیت پر پون گھنٹہ تک گجراتی زبان میں بیان ہوا۔ اور اتوار کو بعد نماز ظہر ۳ بجے سے ۴ بجے تک عورتوں کے اجتماع سے (پردہ کے اندر) گجراتی زبان میں خالص اصلاحی اور تبلیغی خطاب ہوا، سوموار بعد نماز عصر "آزاد ویل" سے مولانا عبد اللہ محمد بن احمد محمد متعلم جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے برادر بزرگ جناب عبد الرحمٰن صاحب تشریف لائے، اور ہمیں لے کر "آزاد ویل" روانہ ہوئے ہم مغرب کے قریب آزاد ویل پہنچ گئے۔ کیونکہ نماز کا وقت قریب تھا۔ لہٰذا آپ نے اپنی کار مسجد کے پارک میں کھڑی کی۔ ہم سیدھے مسجد میں پہنچے۔ یہ شہر کی واحد بڑی مسجد ہے، انتہائی خوبصورت اور جدید انداز میں تعمیر کی گئی ہے مسجد کا بلند و بالا مینار جس میں بڑے بڑے اسپیکر نصب ہیں۔ مسجد کی شان اور اسلام کی عظمت کو کئی میل دور سے آشکارا کر دیتا ہے، مغرب کی نماز کے بعد ہم سے مسجد کے خطیب، مدرسہ عربیہ اسلامیہ کے اساتذہ، طلبہ، تمام نمازیوں نے ملاقاتیں کیں، مغرب کے بعد جناب عبد الرحمٰن صاحب نے ہماری اور مقامی تمام کی نہایت پُر تکلف دعوت کی۔ اور عشاء کے بعد اسی جامع مسجد میں باوا صاحب نے (گجراتی زبان میں) خطاب کیا۔ جو تقریباً پون گھنٹہ جاری رہا اس تقریر میں مرزائیت کی اسلام دشمن سرگرمیوں کو کھول کر بیان کیا گیا۔ بیان سے فراغت کے بعد مقامی اہل علم کے ساتھ ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں احقر نے قادیانی عقائد پر تفصیل سے روشنی ڈالی، اور مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔

آزاد ویل ایک چھوٹا سا خوبصورت شہر ہے جوہانسبرگ سے ۳۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے جس میں ۹۹٪ فی صد مسلمان رہائش پذیر ہیں۔ یہاں اس جامع مسجد کے علاوہ دو مدرسے بھی قائم ہیں۔ ایک مدرسہ تحفیظ القرآن ہے جو مسجد سے متصل واقع ہے۔ جہاں مقامی چھوٹے بچوں کے لئے حفظ و ناظرہ قرآن پاک کا انتظام کیا گیا ہے۔ یہ انتظام مسجد کمیٹی کرتی ہے۔ اس مدرسے کے دوسرے حصے میں اساتذہ و خطیب و مؤذن کے گھر ہیں۔ یہاں ایک طرف شادی ہال بھی ہے۔

باقی صـ ۲۲ پر

معیارِ حق

ن-ل- بنت محمد حیات خاں صاحب

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ كَآفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو، بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے!

السِّلْم، بالفتح وبالکسر، دونوں کا مطلب اسلام ہی ہے، اس آیت مبارکہ کی تفسیر اختلافِ ذوالحال کی بناء پر علماء کرام نے دوطرح فرمائی ہے۔ (۱) کافۃً حال ہے اُدخلوا کی ضمیر فاعل سے۔ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اے ایمان والو اسلام میں پورے داخل ہوجاؤ، یعنی اسلام کے تمام احکامات کو اپنی پوری زندگی میں نافذکرو یہ نہ ہو کہ بعض وقت مانو اور بعض وقت نہ مانو۔

(۲) کافۃً حال ہے السّلم سے تو مطلب یہ ہوگا کہ پورے اسلام میں داخل ہوجاؤ یہ نہ ہو کہ دین کے بعض حکموں کو مانو اور بعض سے روگردانی کرو۔ بلکہ مکمل اسلام کی پیروی کرو،

دونوں تفسیروں کا حاصل یہ ہوگا کہ اسلام کی ہدایات کو دل وجان سے تسلیم کرنا ہی ایمان ہے اور بعض احکامات کو نہ ماننا شیطان کی پیروی ہے۔ جس سے منع فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی اس حکیم مطلق نے علت بھی بتادی کہ وہ تمہارا ظاہر دشمن ہے۔ اور یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ دشمن کی پیروی کبھی نقصان سے خالی نہیں ہوتی۔ تو عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ دین اسلام کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں ہر وقت شیطانی تلبیس سے ہوشیار اور چوکنا رہنا چاہئے لیکن بلاعلم اس کا حاصل ہونا محال ہے،

مگر آج کل دین سے غفلت اور لاعلمی کی یہ حالت ہے کہ دین کی موٹی موٹی باتیں بھی مسلمانوں کی سمجھ میں نہیں آتیں۔ جس کی کچھ وجوہات ہیں۔

۱ – ہمارا موروثی مسلمان ہونا اور سنی سنائی باتوں پر بلاتحقیق یقین کرلینا۔

۲ – دینی تعلیم کا مفقود ہونا

۳ – گھریلو ماحول میں جہالت کا غلبہ

۴ – دین سے ناواقفی — اور پھر اس پر طرہ یہ کہ دل میں دینی تعلیم کی اہمیت کا نہ ہونا۔ پھر باوجود دینی علوم سے ناواقف ہونے کے اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار سمجھنا کہ اسلام کو ہم نے ہی سمجھا ہے۔ اور کوئی کیا سمجھے گا — یہ تھے وہ اسباب جن کی وجہ سے اکثر مسلمان دین کے معاملات میں شکوک و شبہات کا شکار ہوجاتے ہیں۔ آج کل ہم مسلمانوں کی ساری علمی توجہ دنیاوی تعلیم پر ہی مرتکز ہوکر رہ گئی ہے اور بڑے درد سے کہنا پڑتا ہے کہ عوام تو عوام آج کے حالات میں تو بعض علماء کرام بھی اپنے بچوں کو سکولوں اور کالجوں کی تعلیم دلانا ضروری سمجھتے ہیں۔ عوام کو تو چھوڑیئے اکثر اچھے خاصے دیندار گھرانوں کے بچے بھی ضروریات دین سے ناواقف نظر

آتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ عقائد سے جہالت کی بناء پر مسلمان تباہی کا شکار ہو رہے ہیں۔ پہلے جو گناہوں کے اثرات عملی فسق تک محدود رہتے تھے۔ مگر آج کل (اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے) گناہ کو گناہ نہ سمجھنے کے عقیدہ نے تو سلب ایمان کا خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ خصوصیت کے ساتھ دنیاوی تعلیم کا یہ اثر دیکھا گیا ہے کہ وہ دین کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کرتی ہے۔ اس لئے اکثر طلباء ہم سے یہ سوال کرتے ہیں کہ مسلمان اور علمائے دین اتنے تشدد میں کیوں جاتے ہیں۔ جب کہ بعض طلباء کا کہنا ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ لوگ قادیانیوں کو کافر کیوں سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ کلمہ بھی پڑھتے ہیں تلاوت بھی کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یا یہ کہ فلاں فرقہ کو باطل کیوں کہا جاتا ہے؟

لہذا ان سطور میں آپ کے سامنے (بطور معیار حق) کچھ ایسے اصول پیش کئے جاتے ہیں جن کو مدنظر رکھ کر اگر آپ نے کسی بھی باطل فرقہ کو پرکھا تو انشاء اللہ اپنے سوال کا جواب آپ کو خود بخود مل جائے گا۔

اگر زندگی نے ساتھ دیا تو اگلے مضمون میں انشاء اللہ حقیقت ایمان پیش کی جائیں گی! جس سے ناواقفیت کی بناء پر ہم لوگ غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اصول یا معیار حق

کسی فرقہ کو حق پر سمجھنے یا اسے پرکھنے کے لئے چند اصول بطور ضابطہ کے یاد رکھیں۔

۱۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ہمارے نزدیک حق کو پرکھنے کا معیار اور کسوٹی اہل سنت والجماعت کے عقائد ہیں۔ اب جو کوئی جتنا عقائد کے لحاظ سے اہل سنت کے قریب ہوگا۔ اتنا ہی حق کے قریب ہوگا۔ اگر سو فیصد اہل سنت والجماعت کے عقائد کے موافق ہے تو سو فی صد حق کے قریب ہے۔ اور اگر سو فیصد اہل سنت سے دور ہے تو سو فیصد باطل کے قریب اور حق سے دور ہے۔ اور اگر تھوڑا اہل سنت سے دور ہے تو جتنا ادھر سے دور ہے اتنا ہی باطل کے قریب ہے۔

۲۔ یہ سمجھیں کہ حق والا بننے کے لئے سو فی صد حق کو ماننا ہوگا۔ اور مکمل دین میں داخل ہونا ضروری ہے جیسے کہ تمہید میں آیت ادخلوا فی السلم کافۃ سے سمجھ میں آ رہا ہے۔ اور باطل والا ہونے کے لئے مکمل باطل کو اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے چند یا ایک عقیدہ بھی خراب ہو گیا تو یہ شخص اہل باطل سے ہو گیا۔

۳۔ اگر کوئی شخص عقائد صحیح رکھتا ہے مگر اسلام پر مکمل عمل پیرا نہیں اسکو برداشت کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس ایک شخص اسلام پر تو مکمل عمل پیرا ہے لیکن عقائد و نظریات کے اعتبار سے کسی اجماعی عقیدہ یا نظریہ کی مخالفت کرتا ہے تو وہ قابل برداشت نہیں ہو سکتا۔

اب انہیں اصولوں کے تحت ہم جب قادیانیوں کو دیکھتے ہیں تو صاف پتہ چل جاتا ہے کہ قادیانیوں کا ہمارے ساتھ نظریات ___ کا اختلاف ہے۔ عقیدہ توحید، رسالت ختم نبوت، توہین علماء کرام۔ توہین انبیاء سابقین وغیرہ یہ ساری باتیں قادیانیت کے گویا اصل الاصول ہیں۔

تفصیل کے لئے دیکھئے مولانا قاضی زاہد الحسینی مدظلہ کا مرتب کردہ رسالہ "مسلمان قادیانیوں کو کافر کیوں کہتے ہیں" انشاء اللہ اس کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ آپ کا ضمیر گواہی دیگا کہ قادیانی کافر ہیں۔

واللہ الموفق والمعین وھو یھدی السبیل۔ اللھم اھدنا وسددنا الی صراط المستقیم۔

بقیہ: مباہلہ

درمیان مناظرہ ہوا۔ اور مولانا نے اسے شکست فاش دی اور بھگا دیا۔

مباہلین علماء میں سے صرف حضرت مولانا کریم عبداللہ صاحب بقید حیات ہیں۔ باقی دو حضرات کچھ عرصہ قبل اس دنیا فانی سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ راقم نے مولانا کریم عبداللہ صاحب سے ہی یہ روئیداد مرتب کی ہے۔

تاریخی مباہلہ

جناب سید منظور احمد شاہ آسی مانسہرہ

اگر کسی امر کے حق و باطل ہونے میں دو فریقوں میں نزاع ہو جائے اور دلائل سے یہ نزاع ختم نہ ہو تو پھر ان کو یہ طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ کہ سب مل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ جو اس امر میں باطل پر ہو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وبال و ہلاکت اور قہر نازل ہو۔ اور جو شخص جھوٹا ہوگا وہ اس کا خمیازہ بھگتے گا۔ اس طرح منکرین کے نزدیک صادق و کاذب کی پہچان آسان اور واضح ہو جائے گی۔ اس طرز پر دعا کرنے کو مباہلہ کہتے ہیں۔

ایسا ہی ایک واقعہ آج سے اکتالیس برس پہلے موضع چھنگلہ میں پیش آیا تھا۔ آپ مانسہرہ سے بالاکوٹ کی طرف جائیں۔ تو عطر شیشہ کے قریب ایک گاؤں چھنگلہ نامی ہے۔ جس میں اکثر آبادی سادات کی ہے۔ اس قصبہ میں سب سے پہلے ایک عبدالرحیم شاہ نامی شخص نے مرزائیت قبول کی۔ اور مرزائیت کی تشہیر کے لئے کوشش شروع کر دی لیکن علماء نے ہر دور میں باطل کا مقابلہ کیا۔ اگر ایک طرف منبر و محراب سے حق بیان کیا تو دوسری طرف تلوار و قلم سے بھی جدوجہد کی۔ اور وقت آنے پر دار و رسن پر بھی حق کے پرچار سے باز نہ آئے۔

چنانچہ یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ قریب کی بستیوں میں جہاں فضلاء دیوبند قیام پذیر تھے، وہاں چھنگلہ میں بھی مولانا قاضی عبداللطیف صاحب فاضل دیوبند تھے۔ جن کا اکثر و بیشتر مرزائیوں کے ساتھ مباحثہ ہوتا رہتا تھا۔

غرضیکہ مباہلہ دونوں جماعتوں میں طے پایا۔ اور تین تین آدمی دونوں طرف سے منتخب کئے گئے، مسلمانوں کی طرف سے مندرجہ ذیل تین علماء کرام تھے۔

(۱) حضرت مولانا کریم عبداللہ صاحب فاضل دیوبند، امام مسجد منڈھیار

(۲) حضرت مولانا عبدالجلیل صاحب فاضل دیوبند امام مسجد عطر شیشہ (مرحوم)

(۳) حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب فاضل دیوبند۔ امام مسجد چھنگلہ (مرحوم)

مرزائیوں کی جانب سے مندرجہ ذیل تین آدمی منتخب تھے۔

(۱) عبدالرحیم شاہ (۲) غلام حیدر (۳) عبدالرحیم۔

یہ تاریخی مباہلہ بروز جمعہ مورخہ ۲۶ر فروری ۱۹۴۳ء کو طے پایا۔ اور اردگرد کے مضافات سے مسلمانوں کا بہت بڑا اجتماع تھا جو حق و باطل کا یہ معرکہ آنکھوں سے مشاہدہ کرنے امڈ آیا تھا۔ اور علاقہ کی مشہور ترین مزار "غازی بابا" کو مباہلہ کی جگہ کے طور پر منتخب کر لیا گیا۔

مباہلہ شروع ہونے سے قبل حضرت مولانا کریم عبداللہ صاحب نے مباہلہ کی حقیقت بیان کی اور قادیانیت کے بارے میں تفصیل سے بیان کیا۔ کہ ہم نبی ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔

جب کہ مرزائی مرزا غلام احمد کو بھی نبی مانتے ہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ جبکہ مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ فوت ہوچکے ہیں اور مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ کی جگہ مثل مسیح بن کر آیا ہے۔

ہم اس لئے یہاں جمع ہوئے ہیں کہ سب مل کر عاجزی و خلوص سے دعا کریں کہ ہم میں سے جن کا عقیدہ غلط ہے اور جو باطل پر ہو، خداوندِ قدوس اس پر ہلاکت کی صورت میں ایک ایک سال کے اندر اندر عذاب نازل کریں۔ اور عبرت ناک سزا دیں۔

چنانچہ تمام حاضرین نے اپنے سروں کو ننگا کرکے دعا شروع کردی اور بیس منٹ تک لگاتار دعا ہوتی رہی۔ اور مجمع سے آمین آمین کی آواز آتی رہی۔

دعا کے درمیان ہی غلام حیدر نامی قادیانی پر غشی کا دورہ پڑا۔ اور وہ بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ عبدالرحیم شاہ قادیانی نے اس کو ہوش میں لانے کے بعد کھڑا کیا اور حوصلہ دیا۔

اس کے علاوہ دوسرا عبدالرحیم جو دوکاندار تھا اور مباہلہ میں شریک تھا۔ اسی دعا کے دوران کہنے لگا کہ:۔

میں دعا کرتا ہوں کہ خداوندِ قدوس جو ہم میں جھوٹا ہے اُس کو پاگل کردے تاکہ دنیا دیکھے کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون۔ اور دوسرے لوگوں کو عبرت ہو۔

راقم الحروف سے حضرت مولانا کریم عبداللہ صاحب مدظلہٗ نے فرمایا کہ مباہلہ سے قبل میں نے عبدالرحیم شاہ قادیانی سے جو وہاں مرزائیوں کا سرغنہ تھا کہا کہ آؤ تم اور میں ایک آسان طریقہ اختیار کرتے ہیں یہ جو چیڑ کے بلند و بالا درخت ہیں ان درختوں پر چڑھ کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اوپر بلندی سے چھلانگ لگاتے ہیں جو سچا ہوگا وہ بچ جائیگا اور جو جھوٹا ہوگا وہ نیچے گرتے ہی مرجائیگا۔ لیکن عبدالرحیم شاہ قادیانی نے اس بات سے صاف انکار کردیا۔ اور کہا کہ ہم مباہلہ ہی کرتے ہیں — اب سنئے کہ مباہلہ کرنے والے قادیانیوں کے ساتھ کیا بیتی — عبدالرحیم قادیانی جس نے مباہلہ کرنے کے دوران خود کہا تھا کہ خدا جھوٹے کو پاگل کردے، ایک ماہ کے بعد وہ پاگل ہوگیا۔ اور واہی تباہی بکنا شروع کردی۔ قریب ہی "رجابہ" نامی گاؤں کے پاس فوج نے پڑاؤ کیا ہوا تھا۔ وہ فوجی کیمپ میں بغیر اجازت چلا گیا۔ اور شور و شرابا شروع کردیا، انگریز کمانڈر تھا۔ اس نے اس قادیانی کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کردیا اور کافی دنوں تک جیل میں مقید رہا۔ جب جیل سے رہا ہوا تو خود کہنے لگا کہ میں نے مرزائے قادیاں کو سوّر کی شکل میں دیکھا ہے۔ اور قادیانی عقیدہ سے تائب ہوکر اسلام قبول کرلیا۔

۲ — غلام حیدر قادیانی کو اس کے بھتیجوں نے ٹھیک ایک ماہ کے بعد مورخہ ۳/۸۴ ۲۶ کو جہنم داصل کردیا۔ حالانکہ جھگڑے کی وجہ بھی کوئی اتنی بڑی بات نہیں تھی —— —— جمعہ کے دن مورخہ ۲۶/۳/۸۴ کو سگے بھتیجوں نے بالکل معمولی بات پر جہنم داصل کردیا۔ غلام حیدر قادیانی نے ہی ان بھتیجوں کی پرورش کی تھی۔ جب کہ غلام حیدر کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کے بھتیجوں کو سیشن کورٹ کے سپرد کردیا گیا۔ چنانچہ چند مہینے ہی گذرے تھے کہ پولیس نے بغیر کسی سزا اور جرمانے کے بری کردیا۔ اور اس کے وہ بھتیجے تاحال زندہ موجود ہیں۔ راقم الحروف نے بالمشافہ ان سے ملاقات بھی کی ہے

راقم سے حضرت مولانا کریم عبداللہ صاحب مدظلہٗ نے فرمایا کہ اس سال ہم تینوں علماء کے سر میں بھی خداوند قدوس نے درد نہیں کیا۔ بلکہ پہلے اگر کوئی تکلیف تھی تو وہ بھی دُور فرمادی۔

۳ — اب تیسرے قادیانی عبدالرحیم شاہ کا حال سنئے۔ کہ خداوند قدوس نے اس کو عبرتناک سزا دینے کے لئے زندہ رکھا ۱۹۸۴ء تحریک ختم نبوت کے دوران ہی وہ ایسی —— موت سے مرا جو باعث عبرت ہے، اس کو خداوند قدوس نے ایسی مہلک بیماری لگائی کہ جسم میں کیڑے پڑگئے اور عام لوگوں کو اس کے کمرے میں جانے کی اور عیادت کی اجازت نہیں تھی۔ کمرے میں داخل ہونے سے ہی بدبو آتی تھی بالآخر کافی مدت اسی کیفیت میں رہنے کے بعد عبدالرحیم شاہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

نوٹ:۔ اسی "دوھنگلہ" کے اندر مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانی مبلغ اللہ دتہ جالندھری کے

کاروانِ ختم نبوت

ساہیوال کا سانحہ سوچی سمجھی سازش کا نتیجہ ہے

سانحۂ ساہیوال صدارتی حکم کے منہ پر طمانچہ ہے۔

۱: مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت ساہیوال کا اجلاس اس سانحہ جانکاہ جس میں دو قیمتی جانیں حفظہ، مولانا قاری بشیر احمد صاحب حبیب رحمۃ اللہ اور جناب اظہر رفیق صاحب کی شہادت پر دلی صدمہ کا اظہار کرتا ہے اور اس واقعہ کو ایک سوچی سمجھی سکیم سمجھتا ہے۔

۲: مرکزی مجلس عاملہ مرحومین کو خراج عقیدت پیش کرتی ہے اور خالق حقیقی سے دست بدعا ہے کہ ان کی قربانی کو مقبول فرماکر ان سے اس قادیانی فتنہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم فرمائے۔

۳: مرکزی مجلس عمل مرحوم کے لواحقین کے ساتھ پورے طور پر غم میں شامل ہے اور ان کے اس دکھ کو اپنا دکھ سمجھتی ہے۔

۴: مرکزی مجلس عمل ساہیوال کے تمام غیور مسلمانوں کا اس سانحہ پر بھرپور تعاون کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہے خصوصاً انجمن تاجران، انجمن شہریان اور تمام مکاتب فکر کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

۵: مرکزی مجلس عمل جامعہ رشیدیہ کے بزرگوں اور مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی کے حوصلہ مندی پر مبارک باد پیش کرتی ہے۔

۶: مرکزی مجلس عمل نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۰ نومبر بروز جمعۃ المبارک پورے ملک میں یوم احتجاج منایا جائے اور تمام خطیب حضرات حکومت سے مطالبہ کریں کہ حکومت فوراً اپنی پالیسی کا اعلان کرے کہ وہ قادیانی آرڈی نینس کے تمام تقاضے پورے اور مسلمان کے خون سے قادیانیوں کو ہولی کھیلنے کی چھٹی نہ دے۔ اگر حکومت نے کوئی فیصلہ نہ کیا تو مجلس عمل کو اس پر غور کرنا پڑیگا۔ جو یقیناً فیصلہ کن اقدام ہوگا جس کے نتائج کی ساری ذمہ داری حکومت پر ہوگی۔

مرکزی مجلس عمل اعلان کرتی ہے کہ مجلس عمل، ختم نبوت کے مسئلہ کو کسی مصلحت کا شکار نہیں کرے گی۔ اور کسی تسامح کو برداشت نہیں کریگی بلکہ ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی

یکم نومبر کو جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں مرکزی مجلس عمل کے رہنماؤں کا ہنگامی اجلاس طلب کر لیا گیا، جس میں اہم فیصلے کئے جائینگے

۷: مرکزی مجلس عمل حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ یہ کیس اپنی نوعیت کے اعتبار سے انتہائی سنگین ہے اور اس کی سنگینی کا تقاضا ہے کہ اس کا فیصلہ نواب پور ملتان کے کیس کی طرح فوراً ہو اور مجرموں کو فوراً کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

رحیم یار خان

قادیانیوں کے ہاتھوں قاری بشیر احمد اور طالب علم اظہر محمود کا قتل حکومت کی نااہلی کا واضح ثبوت ہے۔ اور یہ گھناؤنا فعل آئین پاکستان اور صدارتی حکم کے منہ پر طمانچہ ہے۔ رحیم یار خان ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۴ کالعدم مجلس احرار اسلام رحیم یار خان کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت ضلعی صدر جناب چودھری گلزار احمد صاحب منعقد ہوا۔ اجلاس میں لیاقت پور، خانپور، رحیم یار خان، صادق آباد کے صدر، سیکرٹری حضرات نے مکمل شرکت کرکے اپنی اپنی شاخوں کی نمائندگی کی۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ضلعی صدر نے کہا کہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے فرشتہ نما مدرس اور ضلع ساہیوال مجلس احرار اسلام کے صدر مولانا قاری بشیر احمد صاحب اور طالب علم جناب اظہر محمود صاحب کا قادیانی غنڈوں کے ہاتھوں قتل اور مزید پانچ افراد کا شدید زخمی ہو جانا قادیانیوں کی طرف سے آئین پاکستان اور صدارتی حکم کے منہ پر زوردار طمانچہ ہے کیونکہ ڈیڑھ سال سے قادیانیوں کی مسلسل غنڈہ گردی واضح ہے۔ جبکہ حکومت پاکستان خود اعلان کر چکی ہے کہ پیغمبر علیہ السلام۔ صحابہ کرام کی توہین کرنے والے کو صدارتی آرڈی نینس اور آئین پاکستان کی رو سے سزا دی جائے گی۔ لیکن حکومت کے کھوکھلے نعروں نے اسلام کو ایکسپلائٹ کرکے اسلام کو ایسا بدنام کیا ہے۔

باقی صـ پر

بقیہ :- دورۂ افریقہ

جب کہ دوسری طرف ایک کمرہ ہے جس میں میت کے غسل و تکفین کا انتظام کیا گیا ہے۔

دوسری دینی تعلیم گاہ جس کا نام مدرسہ عربیہ اسلامیہ ہے وہ بھی اسی شہر میں واقع ہے، ۲۲/ اکتوبر صبح بوقت دس بجے ہم اس مدرسہ کی زیارت کے لئے وہاں پہنچے تقریباً ایک گھنٹہ تک مسئلہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داری کے عنوان پر احقر کا بیان ہوا۔ بعد ازاں مدرسہ کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ یہ مدرسہ دو سال سے قائم کیا گیا ہے۔ حفظ و ناظرہ کے علاوہ جلالین تک درس نظامی کی کتب پڑھائی جاری ہیں۔ اندرون شہر جگہ ناکافی ہونے کی وجہ سے شہر کے متصل ایک وسیع و عریض قطعۂ ارضی جو تقریباً ۱۰ ایکڑ پر مشتمل ہے، خریدا گیا ہے۔ اس رقبہ کا دو تہائی راس المال یہاں کے علماء کرام نے اپنی جیب خاص سے ادا کیا ہے۔ اس کے بانی و مہتمم و متولی مولانا عبدالحمید ہیں۔ تعمیر کا کام بڑی تیزی سے جاری ہے، تعمیرات کی نگرانی مولانا موصوف خود کر رہے ہیں، مدرسہ کے ساتھ ساتھ ایک بہت بڑی جامع مسجد بھی تعمیر کی جا رہی ہے جس میں بیک وقت چار ہزار آدمی نماز پڑھ سکیں گے۔ اس مدرسہ کی تعمیر انشاء اللہ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ تک تکمیل کو پہنچ جائے گی۔

بقیہ :- تعلیمی نصاب

کے نوجوانوں کا وقت اور ذہنی صلاحیت بڑے پیمانے پر بے جا صرف ہو رہی ہے۔

وڈیو گیمز ایک میٹھا زہر ہے جس سے نوجوانوں میں قمار بازی کی طرف رجحان پیدا ہو رہا ہے، لہٰذا اس کھیل پر مکمل پابندی لگائی جائے اور وڈیو گیمز کا کاروبار چلانے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ کیونکہ وڈیو گیمز معاشرہ کی اخلاقی اور سماجی اقدار پر منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ بچوں کے اخلاق بگڑ رہے ہیں۔ اس لئے قوم کو اس لعنت سے نجات دلانے کی فوری ضرورت ہے تاکہ اسلامی اقدار کا تحفظ ہو سکے۔

بقیہ :- ایک اعتراض کا جواب

۱۸۹۴ء مطابق ۱۳۱۱ھ رمضان المبارک میں خسوف و کسوف کا اجتماع ہوا۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا فیصلہ

حضرت مجدد الف ثانیؒ کو قادیانی بھی ایک عالی شان مجدد تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت امام ربانی اپنے مکتوبات (ترجمہ اردو) جلد دوم صفحہ ۲۱۲ مکتوب نمبر ۲۷ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا فانی نہ ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت میں سے ایک شخص کو مبعوث نہ فرمائے گا۔ اس کا نام میرے نام کے موافق اور اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔ زمین کو جور و ظلم کی بجائے عدل و انصاف سے پر کر دے گا، اور حدیث میں آیا ہے کہ اصحاب کہف حضرت مہدی کے مددگار ہوں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ اور دجال کے قتل کرنے میں ان کے ساتھ موافقت کریں گے، اور ان کی سلطنت کے زمانہ کی عادت اور نجومیوں کے حساب کے برخلاف ماہ رمضان کی چودہویں تاریخ کو سورج گرہن اور اول ماہ میں چاند گرہن لگے گا۔ بڑی نادانی اور جہالت کی بات ہے کہ مہدی موعود کا حال واضح ہونے کے باوجود لوگ گمراہ ہو رہے ہیں"

بقیہ خصائل نبویؐ

سے پڑھ کر صبح کی نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

فائدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تہجد کی مختلف رکعات نقل کی گئی ہیں۔ جو مختلف اوقات کے اعتبار سے ہیں کہ وقت میں گنجائش زیادہ ہوئی تو زیادہ پڑھ لیں۔ ورنہ کم پڑھ لیں۔ کوئی خاص تحدید تہجد کی رکعات میں ایسی نہیں ہے جس سے کم و بیش جائز نہ ہوں۔ بسا اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود وسیع وقت ہونے کے بھی رکعات کم پڑھتے تھے۔ البتہ ان میں قرآن پاک کی تلاوت زیادہ مقدار میں فرماتے تھے۔

WEEKLY Khatme-Nubbuwat KARACHI
Registered S. No. 3220

ترے اخلاق پر شاہد ہے قرآں

رسولِ ہاشمی اے، راحتِ جاں　　ہے تجھ سے آبروئے دین وایماں
ہیں محتاجِ کرم روضے پہ حاضر　　نگاہِ لطف سوئے دردمنداں
ہے معراجِ محبت یاد تیری　　چراغِ درد ہے جس سے فروزاں
جمال افروز ترا روئے انور　　مہ و خورشید ہیں جس سے درخشاں
ترے انوار ہیں منظر بہ منظر　　تری خوشبو بہاراں در بہاراں
مدینے کی گلی کا ذرّہ ذرّہ　　نمایاں ہے مثالِ ماہ تاباں
نشاطِ زندگی ہے یاد تیری　　ہے تجھ سے رونق بازار امکاں
تری سیرت متاعِ بے بہا ہے　　ترے اخلاق پر شاہد ہے قرآں

نگاہِ لطف گر حافظؔ پہ ہو جائے
گلِ مقصود سے بھر جائے داماں

حافظؔ لدھیانوی